5۔ آئنہ اپنی نظر سے نہ جدا ہونے دو

داغؔ دہلوی

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
کوئی دم	کچھ دیر کے لیے	کم نگاہی	کم نظری، کم فہمی

اشعار کی تشریح:

شعر نمبر۔1

آینہ اپنی نظر سے نہ جدا ہونے دو   کوئی دم اور بھی آپس میں ذرا ہونے دو

تشریح:

شاعر داغؔ دہلوی اس شعر میں انتہائی ساد اور عام فہم الفاظ میں محبوب کی بے رُخی پر طنز کرتا ہے۔ اور کہتا ہے اے بے وفا محبوب تو اپنی خوبصورتی کے غرور میں اتنا مگن ہوچکا ہے کہ تو جب آئنے کے سامنے ہوتا ہے تو گھنٹوں بیت جاتے ہیں۔ لیکن تیری نگاہ اور آیئنے کا رابطہ کبھی نہیں ٹوٹا۔ شاعر کہتا ہے اے محبوب تو جی بھرکے آیئنے کے سامنے کھڑے رہے تاکہ آینہ تجھے جی بھر کے دیکھ لے۔ اے محبوب اگر تجھے اس کام سے فراغت ملے تو ایک نظر میری طرف بھی ڈال لینا جو کہ کب سے فقط تیری ایک نظر کے لیے بے قرار ہے اور مسلسل انتظار میں ہے۔ لیکن اے محبوب تجھے اپنے حُسن پر اس قدرناز ہے کہ جب تو آینے میں اپنا عکس دیکھتا ہے تو تیرا دل ہی نہیں کرتا کہ تو اپنے عکس پر سے نظر ہٹائے۔

شعر نمبر۔2

کم نگاہی میں اشارا ہے،اشارے میں حیا   یا نہ ہونے دو مجھے چین سے یاہونے دو

تشریح

شاعر داغؔ دہلوی اس شعر میں اپنے محبوب کی نیک پارسائی اور حیا نیک پارسائی اور حیا کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میرا محبوب میری طرف اس لیے نہیں دیکھتا کہ وہ خدا سے ڈرتا ہے۔ اسے اس بات کا علم ہے کہ غیر محرم کی طرف دیکھنا گناہ ہے۔ شاعر اس شعر میں بہت فخر سے زمانے والوں کو مخاطب کرکے کہتا ہے کہ اے لوگو تم یہ مت سمجھو کہ میرا محبوب میری طرف نہیں دیکھتا تو اسے مجھ سے محبت بھی نہیں۔میرے محبوب کی آنکھ میں جو حیاء ہے وہ اسے اللہ تعالی کے حکم کی فرمانبرداری کرنے پر مجبور کردیتی ہے۔ شاعر کہتا ہے میری خواہش ہے کہ میرا محبوب میری طرف بلکل نہ دیکھے تاکہ میں اس کی ایک نظر کے لیے عمر بھر ترستا رہوں اور میری روح اس بات کے لیے بے چین رہے۔ شاعر کہتا ہے مجھے اپنے محبوب کی حیا بھری آنکھوں پر فخر ہے

شعر نمبر۔3

ہم بھی دیکھیں، تو کہاں تک نہ توجہ ہوگی   کوئی دن تذکرۂ اہلِ وفا ہونے دو

تشریح:

اس شعر میں شاعر داغؔ دہلوی اپنے محبوب کی فقط ایک نظر کے لیے اس قدر دُکھ بھرے لہجے میں اپنے محبوب سے گلہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اے محبوب آخر کب تک تو مجھے نظر انداز کرے گا میری محبت خالص تیرے لیے ہے۔ شاعر کہتا ہے میں اپنے محبوب کو عاشقوں کے دل کا حال بتاتا رہوں گا کبھی تو اس کا دل موسم ہوگا اور ایک نظرکرم میری طرف ڈالے گا۔ میں نے پکا عزم کرلیا ہے کہ جب تک میرا

محبوب میری وفاوں کا اقرار نہیں کرلیتا میں اُس وقت تک اپنے محبوب کے دروازے پر کھڑا رہوں گا اور اپنے محبوب کوپیار کرنے والے اور وفادار لوگوں کو قصے سناتا رہوں گا۔ تاکہ میرے محبوب پر بھی کوئی اثر پڑے۔

شعر نمبر۔ 4

آنکھ ملتے ہی کہوں خاک حقیقت دل کی   دیکھ کر جلوہ مرے ہوش بجا ہونے دو

تشریح:

اس شعر میں شاعر داغؔ دہلوی اپنی اُس کیفیت کے بارے میں بیان کرتا ہے کہ جب میرا گزر کسی گلی کوچہ سے ہورہا ہو اور ایک دم میرے محبوب کی کرم نوازی مجھ پر ہو اور اُس کی آنکھوں سے میری آنکھیں حادثاتی طورپر چار ہوجایں اور میرا محبوب مجھ سے پوچھے کہ میاں کیا حال ہے تمہارے دل کا؟ شاعر کہتا ہے اچانک ان حالات کا سامنا کرنے کی وجہ سے میرے اوسان خطا ہوگے اور میں نہ چاہتے ہوئے بھی اپنی ہمت ہار بیٹھا اور ایک دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ شاعر اس شعر میں اپنے محبوب سے اچانک ملنے کی کیفیت بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اے محبوب تیرے اس طرح سامنے آجانے سے مجھ میں ہمت نہیں رہی کہ میں تیرے اس سوال کا جواب دے سکوں۔ تھوڑی دیر ٹھہر جا تیرے میں تیرے ہر سوال کا جواب دے دوں گا۔

شعر نمبر۔5

تم دل آزاد بنے رشکِ مسیحا کیسے   کم نہ ہونے دو مرا درد سوا ہونے دو

تشریح:

اس شعر میں شاعر داغؔدہلوی اپنے محبوب کی اچانک کرم نوازی سے حیران ہوکر اپنے محبوب سے ہم کلام ہوتے ہیں اور کہتے ہیں اے محبوب ساری عمر تونے میری محبت کی کوئی قیمت نہ لگائی اور جب میری زندگی کا اختتام ہونے لگا ہے تو تجھے اچانک میری یاد کیسے آگئی۔ کیسے تو نے اپنی ساری کرم نوازی مجھ پر نچھاور کردی۔ اب کہاں گیا تمہارا وہ ناز جس کی بنا پر تونے ساری عمر ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ میں اپنی جوانی تیرے عشق کے حصول کے لیے تباہ کرچکا ہوں اب تو مجھ پر مہربان مت ہو بلکہ مجھ پر اور ظلم کرو تاکہ میں اس دنیا سے جلد کنارہ کر جاوں۔

شعر نمبر۔6

کیا نہ آئے گا اسے خوف مرے قتل کے بعد   دستِ قاتل کو ذرا دستِ دُعا ہونے دہ

تشریح:

اس شعر میں شاعر داغ دہلوی اپنے محبوب کی طرف سے یہ خدشہ ظاہر کرتا ہے کہ جس رفتار سے میرا محبوب مجھ پر ظلم کر رہا ہے لگتا ہے میری موت ہی محبوب کے ہاتھوں ہوگی اور شاعر اس شعر میں محبت کی آخری سطح کو چھوڑتے ہوئے کہتا ہے کہ یہ میری خوش نصیبی ہوگی کہ میرا قاتل میرا محبوب ہو گا۔ شاعر کہتے ہیں کہ میرے محبوب کو میری قدر نہیں لیکن جب وہ مجھے مار ڈالے گا تو اسے میری قدر و قیمت کا پتہ چلے گا اور پھر وہ پچھتائے گا۔ لیکن اس وقت پچھتانے کا کوئی فامدہ نہ ہو گا اور میرا محبوب باقی کی ساری

عمر اس غم میں گزار دے گا۔ کیوں کہ اس کے ہاتھ سے ایک معصوم کا قتل ہو گا ایک ایسے شخص کا قتل جو اس کا عاشق تھا۔

شعر نمبر۔7

جب سنا داغ کوئی دم میں فنا ہوتا ہے   اس ستمگر نے اشارے سے کہا: ہونے دو

تشریح:

شاعر داغ دہلوی اس شعر میں اپنے وقت نزع پر آخری اُمید کے بارے میں بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میرے محبوب نے مجھے مسلسل دکھ دے دے کر موت تک پہنچا دیا ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ مجھے اُمید تھی کی میرے آخری وقت پہ میرا محبوب مجھے ملنے ضرور آے گا۔ لیکن جب میرے محبوب کے کانوں میں میرے وقت نزع کی خبر پہنچی تو اس خبر رساں کو بڑے ہی دھیمے لہجے میں کہا کہ اسے مرنے دو داغ کے زندہ رہنے یا مرجانے سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ شاعر کہ محبوب کو دمِ مرگ پر بھی عاشق پر رحم نہ آیا۔ وہ جیسا مغرور اور لاپروا پہلے تھا آج بھی ویسا ہی ہے۔ اُسے تو عاشق کی تکلیف میں ہی راحت ملتی ہے۔

مشق

سوال نمبر۱۔ موزوں الفاظ کی مدد سے خالی جگہ پُر کریں۔

(الف) آیئنہ اپنی نظر سے نہ جدا ہونے دو (نظر۔ جگر۔ اثر۔ سفر)

(ب) آنکھ ملتے ہی کہوں خاک حقیقت دل کی (بال۔ ہاتھ۔ آنکھ۔ ناک)

(ج) جب سنا داغ کوئی دم میں فنا ہو ہے۔ (میر۔ درد۔ زوق۔ داغ)

(د) تم دل آزار بنے رشک مسیحا کیسے (آرام۔ آواز۔ آویز۔ افروز)

(ہ) اس ستمگر نے اشارے سے کہا ہونے دو۔ (اشارے۔ شرارے۔ ستارے۔ نظارے)

سوال نمبر۲۔ داغ دہلوی کی غزل کا مطلع تحریر کر کے اس کا مفہوم واضح کریں۔

جواب: داغ دہلوی کی غزل کا مطلع:

آیئنہ اپنی نظر سے نہ جدا ہونے دو کوئی دم اور بھی آپس میں زرا ہونے دو

تشریح:

شاعر داغ دہلوی اس شعر میں انتہائی سادا اور عام فہم الفاظ میں محبوب کی بے رُخی پر طنز کرتا ہے۔ اور کہتا اے بے وفا محبوب تو اپنی خوبصورتی کے غرور میں اتنا مگن ہو چکا ہے کہ تو جب آیئنہ کے سامنے ہوتا ہے تو گھنٹوں بیت جاتے ہیں۔ لیکن تیری نگاہ اور آیئنہ کا رابطہ کبھی نہیں ٹوٹا۔ شاعر کہتا ہے اے محبوب تو جی بھر کے آیئنے کے سامنے کھڑے رہے تاکہ آیئنہ تجھے جی بھر دیکھ لے۔ اے محبوب اگر تجھے اس کام سے فراغت ملے تو ایک نظر میری طرف بھی ڈال لینا جو کہ کب سے فقط تیری ایک نظر کے لیے

بے قرار ہے اور مسلسل انتظار میں ہے۔ لیکن اے محبوب تجھے اپنے حُسن پر اس قدر ناز ہے کہ جب آیئنے میں اپنا عکس دیکھتا ہے تو تیرا دل ہی نہیں کرتا کہ تو اپنے عکس سے نظر ہٹائے۔

سوال نمبر۳۔ داغ نے غزل کے مقطع میں محبوب کی نفسیات کی کون سی تصویر پیس کی ہے۔

جواب: داغ نے منقطع میں یہ واضح کیا ہے کہ محبوب ایک سفاک شخص ہے اسے کسی کے جینے مرنے کی کوئی پرواہ نہیں اور وہ انتہائی سنگ دل انسان ہے۔ محبوب انتہائی ظالم اور سنگ دل انسان ہے جو جیتے جی تُو اُس پر مسلسل ظلم کرتا رہا ہے مگر اب حالتِ نزع میں بھی محبوب ترس نہیں آما اور لا پرواہی سے اپنے عاشق کے مرنے کا انتظار کرتا رہا۔

سوال نمبر۴۔ مندرجہ ذیل الفاظ و تراکیب کو جملوں میں استعمال کریں۔

کم نگاہی، حیا، رشکِ مسیحا، دستِ دعا، اہلِ وفا، فنا

جواب:

الفاظ	جملوں میں استعمال
کم نگاہی	والدین کی کم نگاہی سے اکثر بچے بگڑ جاتے ہیں۔
حیا	حیا مسلمان عورت کا زیور ہے۔
رشکِ مسیحا	ہر طبیب یا ڈاکٹر کو انسانیت کے لیے رشکِ مسیحا ہونا چاہیے۔
دستِ دعا	ماں ہر وقت اپنے بچوں کی کامیابی کے لیے اللہ کے حضور دستِ دعا ہوتی ہے۔

اہلِ وفا	مشکل وقت میں دھوکا دینا اہل وفا کا شیوہ نہیں۔
فنا	اللہ تعالی کے سوا ہر چیز قابل فنا ہے۔

سوال نمبر۵۔ داغ کی شاعری پر مختصر نوٹ لکھیں۔

جواب: داغ کی شاعری:

نواب مرزا خان داغ ۵۲ مئی سہ ۱۳۸۱ء میں دہلی میں پیدا ہوئے آپ کے والد کا نام نواب شمس الدین خان تھا جو والی فیروزپور جھرکہ مانے جاتے تھے۔ آپ کی والدہ کا نام وزیر بیگم تھا۔ داغ ابھی چھے برس کے تھے ان کے والد کو ایک انگریز فریزر کے قتل کے الزام میں پھانسی دے دی گی چند برس یہ اپنی خالہ کے پاس رام پور میں رہے مگر جب آپ کی والدہ نے مرزا فخرو سے شادی کر لی تو آپ ان کے ساتھ قلعہ معلی میں آگے۔ داغ کی تعلیم و تربیت کا انتظام قلعے میں ہی کر دیا گیا۔ قلعے کی آزاد فضا اور رنگین ماحول نے ان کی طبیعت میں جولانی پیدا کر دی اور وہ شعر و شاعری کی طرف مائل ہو گے۔

۱۹۷۸سہ ء میں میر محبوب علی خان نظام دکن نے انہیں بلا بھیجا وہاں انہوں نے ترقی کی اور ان کی تنخواہ بتدریج ایک ہزار روپے ماہوار تک پہنچ گی۔ آپ تادم مرگ حیدر آباد میں رہے اور سہ ۵۰۱۹ء میں وفات پائی۔

داغ کا شاعری:

داغ، ذوق کے شاگرد تھے اور ذوق کو قلعہ معلی میں زبان کی صفائی اور سلامتی کی علامت قرار دیا جاتا تھا اس لیے داغ بھی زوق کی لسانی روایات کے علمبر دار ہیں بلکہ اوقات وہ ذوق سے بھی آگے نکل جاتے ہیں۔ داغ کی شاعری میں محاورہ کا لطف اور زبان کا چٹخارہ بہت نمایاں ہے مگر جذبات کی گہرائی اور خیالات کی بلندی کہیں دیکھنے میں نہیں آتی۔ ان کا اندازبیان بڑا خوبصورت ہے، معاملہ بندی شوخی اور مسرت کے جذبات بکثرت ہیں لیکن میر کا غم اور غالب کا تفکر کہیں نظر نہیں آتا۔ ان کا اندازبیان سہل ممتنع کا بہترین نمونہ پیس کرتا ہے۔ اُردو غزل کی تاریخ میں داغ کو ایک نمایاں مقام حاصل ہے۔

ہدایت برائے اساتذہ:

داغ دہلوی علامہ اقبال کی شاعری کے استاد تھے۔ آپ طلبہ کو تفصیل سے آگاہ کریں

Page 4 / 4